عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی تربیت

اور عہدِ تابعینؒ میں اُس کے نتائج وثمرات (گیارہویں قسط)

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

کوفے میں مجتہدین فقہاء کی فراوانی

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے جب قاضی محمد بن عبداللہ النہروانی رحمہ اللہ (۳۲۵-۴۰۲ھ/ ۹۳۷-۱۰۱۱ء) کے معاصرین کا حسب ذیل قول نقل کیا:

”لم یکن بالکوفة من زمن عبداللّٰه بن مسعودؓ إلٰی وقتہ أفقهَ منه۔“ (۱)

”کوفے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ان کے زمانے تک ان سے بڑھ کر فقیہ نہیں گزرا۔“

اس خلاف واقعہ بات پر مؤرخ ذہبی رحمہ اللہ فقیہانِ کوفہ کو نام بنام گناتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

”قلتُ: بل کان بالکوفة وبین ابن مسعودؓ جماعة أفقه منه، کعلقمةؒ و عبیدة السلمانیؒ و جماعة، ثم کالشعبیؒ و إبراهیم النخعیؒ، ثم کحمادؒ و الحکمؒ ومغیرةؒ وعدة ثم کابن شبرمةؒ و أبی حنیفةؒ و ابن أبی لیلیؒ و حجاج بن أرطاةؒ، ثم کسفیان الثوریؒ و مسعرؒ والحسن بن صالحؒ و شریک، ثم وکیع و حفص بن غیاثؒ و ابن ادریسؒ و خلقٌ۔“ (۲)

”میں کہتا ہوں: ایسا نہیں ہے، بلکہ کوفے میں اس (قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النہروانی رحمہ اللہ) کے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیانی زمانے میں ایک جماعت اس سے بڑھ کر فقیہ گزری ہے، جیسے حضرت علقمہؒ، عبیدہ سلمانیؒ اور ایک جماعت، پھر جیسے شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ، پھر حمادؒ، حکمؒ، مغیرہ ابن عبدالرحمٰن الحزامیؒ (۱۸۷ھ/ ۸۰۳ء) اور کئی اور پھر ابوشبرمہ عبداللہ بن شبرمہ کوفیؒ (۹۲-۱۴۴ھ/ ۷۰۰-۷۶۱ء) ابوحنیفہؒ، احمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (۷۴-۱۴۸ھ/ ۶۹۳-۷۶۷ء) حجاج بن ارطاةؒ (۱۴۵ھ/ ۷۶۲ء) پھر سفیان ثوریؒ، مسعرؒ، حسن بن صالح ہمدانیؒ (۱۰۰-۱۶۷ھ/ ۷۱۸-۷۸۳ء) شریک بن عبداللہ کوفیؒ (۹۵-۱۷۷ھ/ ۷۱۳-۷۹۴ء) پھر وکیعؒ، حفص بن غیاثؒ (۱۱۷-۱۹۴ھ/ ۷۳۵ - ۸۱۰ھ) عبداللہ بن

ادریس الکوفیؒ (۱۲۰-۱۹۲ھ/ ۷۳۸-۸۰۸ء) اور ایک خلق کثیر ہے۔‘‘

اصحاب الرائے چوتھی صدی ہجری تک

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چوتھی صدی ہجری تک فقہ حدیث سے آراستہ دقیق النظر اہل الرائے کا سلسلہ برابر قائم رہا، انہیں حدیث میں بصیرت حاصل رہی، وہ اس کی طلب میں سفر کرتے اور معرفتِ حدیث میں اپنے ہم عصروں میں نمایاں رہے جو کہ حدیث و اثر اور فقہ و نظر دونوں میں ممتاز و ماہر ہوتے تھے۔ حافظ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ علامہ علی بن موسیٰ القمی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۰۵ھ کے تذکرے میں رقم طراز ہیں:

’’اہل الرائے حدیث میں صاحب بصیرت ہوتے تھے، وہ حدیث کی طلب میں سفر کرتے اور حدیث کی معرفت میں آگے رہتے تھے، لیکن اس زمانے (آٹھویں صدی ہجری) میں محدث نے درہم اور خطبے پر قناعت کی ہے، نہ وہ فقہ حدیث کو سمجھتا اور نہ حدیث کو یاد کرتا ہے، جیسے فقیہ، فقہ سے چمٹا ہو، لیکن اسے اچھی طرح نہیں سمجھتا، حدیث وہ جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا ہے، بلکہ اس کی نظر میں موضوع اور صحیح حدیث دونوں برابر ہیں (وہ گھڑی ہوئی اور صحیح حدیث میں فرق کرنے سے قاصر ہے) اور وہ کبھی پایۂ اعتبار سے ساقط حدیث کا معارضہ صحیح حدیث سے کر بیٹھتا ہے اور ہٹ دھرمی سے کہتا ہے کہ ناقابل اعتبار حدیث زیادہ صحیح اور قوی ہے۔‘‘ (۳)

مجتہدینِ اربعہ کی تصحیح احادیث کا حکم

یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ مجتہد جس حدیث سے دلیل و حجت پکڑتا اور استدلال کرتا ہے وہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ہوتی ہے، جیسے ہماری نظر میں صحیح البخاری کی حدیث صحیح ہوتی ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ ’’تعجیل المنفعة‘‘ میں حافظ محمد بن علی بن حمزہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۵ھ کی ’’کتاب التذکرة‘‘ سے نقل کرتے ہیں کہ موصوف کا بیان ہے:

’’ذکرت رجال الائمة الأربعة اقتدی بهم لأن عمدتهم في استدلالهم لمذاهبهم في الغالب علی ماروَوه في مسانیدهم ’’و الموطا‘‘ لمالک هو مذهبه الذی یدمن اللّٰه به أتباعه و یقلدون مع أن لم یرو فیه إلا الصحیح عندهٗ، و کذٰلک ’’مسند الشافعی‘‘ موضوع لأدلته علٰی ماصحّ عندهٗ من مرویاته و کذٰلک ’’مسند أبی حنیفة‘‘ و ’’مسند أحمد‘‘ فإنه أعم من ذٰلک کله وأشمل۔‘‘ (۴)

’’میں نے ’’کتاب التذکرة‘‘ میں چاروں مذاہب کے پیشواؤں (امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمد رحمۃ اللہ علیہم) کے راویانِ سند کا تذکرہ قلمبند کیا ہے، اس لیے کہ ان ائمہ اربعہؒ کے بیانِ

مذاہب میں ان کے قابل اعتماد استدلال اکثر و بیشتر وہ حدیثیں ہیں جو ان کی سندوں سے ان کی اسانید میں منقول ہیں ۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ''الموطا'' مالکی مذہب کی ایسی کتاب ہے جو اللہ کی فرمانبرداری اور شرعی احکام میں مالکی مذہب کے پیروؤں کی رہنمائی کرتی ہے اور ''الموطا'' میں جو آثار اور حدیثیں مروی ہیں وہ امام کی نظر میں صحیح ہیں ۔ اسی طرح ''مسند الشافعیؒ '' ہے کہ وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کی جامع ہے، اس میں ان کی صحیح مرویات کو پیش کیا گیا ہے ۔ یہی حال ''مسند أبی حنیفةؒ'' کا ہے اور یہی خصوصیت ''مسند احمدؒ'' کی ہے، یہ سب سے زیادہ جامع اور سب سے زیادہ عام ہے ۔''

مذکورہ بالا تصریح سے معلوم ہوا کہ حفاظ حدیث میں حافظ محمد بن علی بن حمزہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ امام مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اس کے یہاں صحیح ہونے کی دلیل ہے، ظاہری بات ہے بھلا مجتہد غیر صحیح حدیث سے بھلا کیونکر استدلال کرسکتا ہے ۔

عہدِ تابعینؒ میں فقہی ابواب پر سُنن وآثار کا اولین ذخیرہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار '' مجتہدین صحابہؓ وخیار تابعین اور فقہائے امصار سے مروی سنن وآثار کا مجموعہ، ابوابِ فقہ پر سب سے پہلا مرتب، قدیم ترین ومعتبر ترین ذخیرہ ہے ۔ اس کی عظمت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ مسلم امۃ کے دوسرے مجتہد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموطا'' کی تالیف میں اس سے استفادہ اور اس کا تتبع اور پیروی کی ہے ۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

> ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان خصوصی مناقب میں سے جن میں وہ منفرد و یکتا ہیں، ایک یہ امر بھی ہے کہ وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مرتب و مدون کیا اور اس کی (فقہی) ابواب پر ترتیب کی، پھر امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے ''موطا'' کی ترتیب میں انہی کی پیروی کی اور اس امر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں ہے ۔'' (۵)

اور نامور محدث ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار '' کا انتخاب چالیس ہزار احادیث میں سے کیا ہے ۔ (۶)

مسانید میں ''مسند أبی حنیفةؒ'' کا مقام

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث و روایات کو بعض ایسے ائمہ فن حفاظ نے جمع کیا جنہیں اپنی تالیفات میں موصوف کا تذکرہ کرنا بھی گوارا نہ ہوا، چنانچہ حافظ ابونعیم اصفہانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۳۰ھ نے ''کتاب حلیة الأولیاء '' میں امام موصوفؒ کا تذکرہ نہیں کیا اور اگرچہ اپنی تصانیف میں ان کے متعلق

کچھ لکھا بھی تو خلاف ہی لکھا، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ترتیب دی اور ان کی احادیث و روایات کی خوب چھان بین کی، مگر انہیں کوئی قابل گرفت بات نہیں مل سکی، حافظ ابن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۶۵ھ نے امام اعظمؒ کی مسند مرتب کی۔ اوّل الذکر کی مسند زیورطبع سے آراستہ ہوکر بازار میں آ گئی ہے، اس میں ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کوکوئی ایسی حدیث نہیں ملی جسے وہ ضعیف یا موضوع قرار دیتے، ثانی الذکر کی مسند ابھی طبع نہیں ہوسکی۔ یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث وآثار، روایات ومرویات کو بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبول حاصل ہونے کی ایک دلیل ہے۔

مسانید کی تاریخ میں یہ خصوصیت وامتیاز بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو حاصل ہے کہ اسے بہت سے حفاظ نے مرتب کیا ہے، چنانچہ حافظ ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۲۹ھ ''کتاب التقییدلمعرفة الرواة والسنن والمسانید'' میں رقم طراز ہیں:

''وأما المسانید فمسند أحمد بن حنبلؒ و مسند الشافعیؒ و مسند أبی حنیفةؒ جمعه غیر واحد من الحفاظ۔'' (۷)

''اور البتہ مسانید تو مسند احمد بن حنبل اور مسند شافعی اور مسند ابی حنیفہ ہیں، مسند ابی حنیفہ کو بہت سے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔''

یہ امر بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث وآثار کے متداول ومقبول ہونے کی روشن دلیل ہے۔

روایاتِ امام ابوحنیفہ سے ان کے تلامذہ اور ائمہ حفاظ کا اعتناء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کا ان سے بکثرت حدیثوں کا سماع کرنا اور اپنی سند سے روایتیں بیان کرنا بھی تاریخ وسیرت کی کتابوں میں موجود ہے، چنانچہ حافظ محمد بن مطری رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۵-۳۶۰ھ) کے متعلق حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ نیسابور'' میں رقم طراز ہیں:

''شیخ العدالة ومعدن الورع والمعروف بالسماع والرحلة والطّلب علی الصدق والضبط والإتقان۔'' (۸)

''موصوف صفتِ عدالت میں ممتاز اور کانِ ورع وتقویٰ تھے، سماعِ حدیث وطلبِ حدیث کی خاطر سفر کرتے، راست گوئی اور ضبط واتقان کی صفت سے آراستہ تھے۔''

موصوف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کو اپنی سند سے بیان کرتے تھے، چنانچہ ان کے شاگرد حافظ ابوالعباس احمد عقدة رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۹-۳۳۲ھ) کے متعلق علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۶۲ھ نے ''کتاب الأنساب'' میں تصریح کی ہے کہ انہوں نے ''احادیث ابی حنیفہ'' اور دوسرے محدثین کی حدیثوں کو موصوف کی سند سے بیان کیا ہے۔ (۹)

چوتھی صدی ہجری تک محدثین میں ائمہ فن کی حدیثوں کو یاد کرنے اور ان کا مذاکرہ کرنے کا سلسلہ قائم تھا، چنانچہ ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثوں کو یاد کرنے، ان کا مذاکرہ کرنے اور ان سے

برکت حاصل کرنے کا چلن بھی موجود تھا، چنانچہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ کی کتاب ''**معرفة علوم الحديث**'' کی انچاسویں نوع میں اہل کوفہ کے تذکرے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام کی صراحت موجود ہے۔

مذکورہ بالاعنوان کے تحت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کی سند سے مروی سنن وآثار کے متعلق گیارہ باتیں آشکارا ہوتی ہیں:

۱:.....امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں۔۲:.....معتبر وثقہ راوی ہیں۔۳:.....ائمہ فن حدیث میں سے ہیں۔۴:.....غیر معروف نہیں، مشہور امام ہیں۔۵:.....ان کی حدیثوں سے اعتناء کیا جاتا رہا ہے۔ ۶:.....انہیں سنا جاتا تھا۔۷:..... یاد کیا جاتا تھا۔۸:.....جمع کیا جاتا تھا۔۹:.....ان کا مذاکرہ کیا جاتا تھا۔۱۰:.....ان سے برکت حاصل کی جاتی تھی۔۱۱:..... چوتھی صدی ہجری ۱۰۰۹ء تک اسلامی قلم رو کے مشرق ومغرب کے محدثین وحفاظ کا ان باتوں پر عمل جاری تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب الآثار اور مسانید میں منقولہ احادیث وآثار کو یاد کیا جاتا اور ان کا مذاکرہ کیا جاتا تھا، اس لئے کہ کتاب الآثار ان کے تلامذہ میں متداول ومعمول بہا رہی ہے، اس کی احادیث وآثار سے محدثین وحفاظ کے یہاں اعتناء پایا جاتا ہے اور ائمہ فن کے یہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کی کتاب کو قبول عام حاصل تھا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایات کی وجوہِ ترجیح

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایات کی وجوہِ ترجیح امورِ بالا کی روشنی میں حسب ذیل ہیں:

۱:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فہم وفراست اوران کی اصابتِ رائے پر کم وبیش تمام علماء کا اتفاق ہے۔

۲:-حفاظِ حدیث میں ان کا شمار ہے۔ ۳:-وہ نہایت ثقہ ومعتبر راوی ہیں۔

۴:-ائمہ فن سے انہیں احادیث کا بکثرت سماع حاصل ہے۔

۵:-ان کی راویانِ حدیث کے مراتب پر گہری نظر ہے۔

۶:-وہ خیارِ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

۷:-ان کی سند میں زیادہ تر فقہائے امصار ہیں، جن کا مرتبہ ہر اعتبار سے نہایت بلند ہے۔

۸:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے کی خیر وبرکت اور بہتر ہونے کی مہر صداقت زبانِ رسالت سے ثابت ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے: ''خير القرون قرني ثم الذين يلونهم .....الخ۔''(۱۰)

''زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، پھران کا ہے جو میرے بعد آئیں گے۔''

۹:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کے شیوخ واساتذہ کو تقدم زمانی حاصل ہے، کیونکہ ان کا تعلق خیر القرون سے ہے۔

۱۰:-اورانہیں تقدم علمی بھی حاصل ہے، اس لیے کہ ان کی سند بھی عالی ہے۔

۱۱:-ان کے شیوخ واساتذہ سیادت وقیادتِ علمی سے ممتاز ہیں۔

۱۲:-صحاح کی زیادہ تر حدیثوں کا دارومدار ان کے شیوخ کی اسانید پر ہے۔

۱۳:-شیوخِ حدیث کی سند اور فقہا کی سند سے مروی حدیث کی ترجیح کا مسئلہ اصول حدیث کی کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد وکیع بن الجراحؒ کی سند سے آیا ہے (۱۱) اور شیوخ کے مقابلہ میں فقہاء کی سند والی حدیث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مروی حدیث کو ترجیح حاصل ہونا چاہیے۔

۱۴:-ائمہ فن جرح و تعدیل کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے سند پیش کرنا اس فن میں ان کی مہارت اور دقتِ نظر کی روشن دلیل ہے۔

۱۵:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ذخیرۂ سنن و آثار کا شرقاً وغرباً حفظ و مذاکرہ۔

۱۶:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حدیث بیان کرنے کی شرائط سخت ہیں:

الف:......معرفتِ حدیث ب:......حفظ ج:......حدیث کی سماعت درست ہو

د:......فراست وفہم بھی صحیح ہو ہ:......اداء بھی سماعت کے مطابق ہو۔ (۱۲)

یہی وجوہ و اسباب ہیں جن کی بنا پر امام موصوفؒ سے زیادہ حدیثیں مروی نہیں ہیں، چنانچہ سید الحفاظ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا بیان ہے:

''كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث إلّا بما يحفظ ولا يحدث بما لا يحفظ۔'' (۱۳)

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ثقہ تھے، جو حدیث انہیں حفظ ہوتی صرف وہی بیان کرتے اور جو حفظ نہ ہوتی اُسے بیان نہیں کرتے تھے۔''

۱۷:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام فن اور کتاب الآثار کے مصنف ہیں، حدیث کی کتاب کی تصنیف' تقربِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔

۱۸:-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مقبول امام ہیں، ان کی پیروی اور تقلید کی جاتی ہے، ایسے امام سے روایت تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱:......تاریخ بغداد، ج:۵، ص:۳۴۷۔ ۲:......سیر اعلام النبلاء، ج:۱۷، ص:۱۰۲۔ ۳:......ایضاً، ص:۲۳۶۔

۴:......تعجیل المنفعہ بزوائد رجال الائمۃ الاربعہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ، ص:۱۰۸۔

۵:......تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام أبی حنیفہ، ص:۳۶۔

۶:......مناقب الامام الاعظمؒ، ج:۱، ص:۹۵، محمد عبدالرشید نعمانیؒ، امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص:۱۶۴۔

۷:......رفع الاعلام عن الائمۃ الأعلام، دمشق، ۱۹۴۰ء، ص:۱۲۔ ۸:......الأنساب، ج:۵، ص:۳۲۵۔

۹:......ایضاً۔ ۱۰:......معرفۃ علوم الحدیث، ص:۲۲۵، (ذکر النوع التاسع والاربعین من علوم الحدیث)

۱۱:......ترمذی، رقم الحدیث:۲۳۰۲۔ ۱۲:......معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۱۔ ۱۳:......سیر اعلام النبلاء، ج:۶، ص:۴۰۱۔

(جاری ہے)